ایک اہم غلط فہمی کا ازالہ

جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کا فتویٰ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

انٹرنیٹ پر ایک خطبہ بہت مقبول ہے جس کی نسبت امیر شریعت سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کی طرف کی جاتی ہے۔ یہ خطبہ بڑی سریلی آواز میں پڑھا گیا ہے اور سننے والوں کو بہت لطف دیتا ہے۔ چونکہ یہ خطبہ عربی زبان میں ہے اس لیے عموماً سننے والے اس کے مفہوم سے آگاہ نہیں ہوتے۔ حقیقت حال یہ ہے کہ یہ خطبہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری رحمہ اللہ کا نہیں بلکہ بدنام زمانہ گستاخ احمد سعید چتروڑی کا ہے۔ اس ظالم نے اس خطبہ میں اہل السنّت والجماعت کے عقائد کے برخلاف ایسے جملے کہے ہیں جو سراسر گمراہی کی طرف لے جاتے ہیں۔

متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ تعالی کی ہدایت پر احناف میڈیا سروس اس خطبہ کے بارے میں معروف اور مستند ادارے جامعۃ العلوم الاسلامیہ بنوری ٹاؤن کراچی کا فتویٰ آپ کی خدمت میں پیش کر رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اہلسنت والجماعت کے عقائد پر کاربند رہنے کی توفیق عطا فرمائیں اور ہر قسم کے فتنوں سے ہماری حفاظت فرمائیں۔

دار الإفتاء ... پاکستان

کیا فرماتے ہیں علماء کرام ومفتیان عظام بابت اس مسئلہ کے کہ ہماری مسجد کے خطیب صاحب جمعہ کے دن منسلکہ خطبہ پڑھتے ہیں جس کے بعض الفاظ یہ ہیں " أو يتبرك بغيره من نبيٍ وولِيٍ وتقيٍ ونقيٍ وقسيمٍ وحسينٍ وجميلٍ وصغيرٍ وكبيرٍ فعليه الخسران والوبال "۔

ہمیں کیا کرنا چاہیے آیا ایسے امام کے پیچھے نماز درست ہے یا نہیں؟ اور یہ الفاظ شرعا کیا حیثیت رکھتے ہیں؟ برائے کرم مدلل ومفصل جواب عنایت فرما کر مشکور ہوں۔ بینوا توجروا

بندہ انجم شیخ

بلدیہ کراچی۔

۱

الجواب بعون الملك الوهاب

استفتاء میں مذکور سوال کے جواب سے پیشتر ایک تمہید پیش کی جاتی ہے، جس کی روشنی میں مسئلہ سمجھنا آسان ہوگا۔

اہل السنۃ والجماعۃ کا برحق موقف یہ ہے کہ علمائے امت، صلحاء، صوفیاء، اور بزرگان دین کی استعمال کردہ اشیاء، ان کے کپڑے، ان کا جھوٹا پانی وغیرہ اس نیت سے اپنے استعمال میں لانا یا اپنے پاس رکھنا کہ ان اشیاء کو چونکہ ان اولیاء سے ایک گونہ نسبت حاصل ہے اور وہ خود خدا تعالیٰ کے برگزیدہ اشخاص ہیں، اس لئے ان اشیاء کو انہی جیسی دیگر اشیاء پر فضیلت حاصل ہے اور انہیں استعمال کرنے سے اللہ تعالیٰ استعمال کرنے والے کے لئے خیر اور نیک بختی کا باعث بنادیں گے، یہ طریقہ اور طرز عمل "تبرک" کہلاتا ہے اور احادیث شریفہ کی روشنی میں یہ ایک جائز اور مستحسن کام ہے۔ لفظ "تبرک" "برکت" سے ہے اور برکت کی تعریف میں صاحب لسان العرب تحریر فرماتے ہیں:۔

البركة: النماء والزيادة والتبريك: الدعاء للإنسان أو غيره بالبركة وروى ابن عباس: ومعنى البركة، الكثرة في كل خير۔

(لسان العرب ۱۰/ ۴۷۷ مادة لك ط: دار الكتب العلمية)

نیز معجم متن اللغۃ میں ہے:۔

تبرك به: تيمن۔ البركة: النماء والزيادة، السعادة۔

(معجم متن اللغة ۱/ ۲۸۰ مادة ب: ط بيروت مكتبة الحياة) (جاری ہے)

www.ownislam.com

وکذا فی "المعجم الوسیط" ص ۵۱ ط: دار الدعوۃ ترکیا)

برکت کے متعلق علامہ راغب اصفہانی رحمہ اللہ مفردات القرآن میں تحریر فرماتے ہیں کہ کسی شئ میں "برکت" ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے خیر اور سعادت رکھی گئی ہے اور تبرک اسی خیر کے طلب کرنے کو کہتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی استعمال کردہ اشیاء سے تبرک حاصل کرنا ثابت ہے۔

۱۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک مرتبہ پانی کا برتن منگوایا، اس میں اپنے ہاتھ مبارک اور چہرہ مبارک دھویا اور اس برتن میں کلی فرمائی پھر اس وقت موجود دو صحابہ رضی اللہ عنہما سے فرمایا اس کو پی لو اور اپنے چہرے اور گردن پر بہاؤ۔

صحیح بخاری میں یہ حدیث مندرجہ ذیل الفاظ کے ساتھ موجود ہے:

حدثنا آدم قال ثنا شعبة قال ثنا الحكم قال سمعت أبا جحيفة يقول خرج علينا النبي صلى الله عليه وسلم بالهاجرة فأتي بوضوء فتوضأ فجعل الناس يأخذون من فضل وضوئه فيتمسحون به فصلى النبي صلى الله عليه وسلم الظهر ركعتين والعصر ركعتين وبين يديه عنزة وقال أبو موسى دعا النبي صلى الله عليه وسلم بقدح فيه ماء فغسل يديه ووجهه فيه ومج فيه ثم قال لهما اشربا منه وأفرغا على وجوهكما ونحوركما۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب استعمال فضل وضوء الناس ۱/۹۳ ط رحمانیة)

۲۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم جب وضو فرمایا کرتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اطہر سے نکلنے والے پانی کو حاصل کرنے کے اس قدر مشتاق تھے کہ دیکھنے والے سمجھتے کہ آپس میں جنگ و قتال تک نوبت پہنچ چکی ہے۔

صحیح بخاری میں ہے:

حدثنا علي بن عبد الله قال ثنا يعقوب بن إبراهيم بن سعد قال ثنا أبي عن صالح عن ابن شهاب قال أخبرني محمود بن الربيع

(جاری ہے)

www.ownislam.com

وهو الذی مج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فی وجہہ وھو غلام۔

من بیرھم وقال عروۃ بن المسور وغیرہ یصدق کل واحد منہما صاحبہ ۔۔۔ وإذا توضأ النبی صلی اللہ علیہ وسلم کادوا یقتتلون علی وضوئہ ۔۔۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب استعمال فضل الوضوء ۱/۹۴ ط: رحمانیہ)

۳۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم، حضرت جابر رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لئے تشریف لے گئے اور وہاں وضو فرما کر وضو سے بچا ہوا پانی حضرت جابر رضی اللہ عنہ پر بہایا جس سے حضرت جابر رضی اللہ عنہ کو ہوش آگیا۔

صحیح البخاری میں ہے:

عن محمد بن المنکدر سمعت جابراً رضی اللہ عنہ یقول جاء رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعودنی وأنا مریض لا أعقل فتوضأ وصب علیّ من وضوئہ فعقلت فقلت یا رسول اللہ: لمن المیراث انما یرثنی کلالۃ فنزلت آیۃ الفرائض۔

(صحیح البخاری، کتاب الوضوء، باب صب النبی صلی اللہ علیہ وسلم وضوئہ علی المغمی علیہ ۱/۹۴ ط: رحمانیہ)

۴۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے لعاب دہن کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم زمین پر گرنے سے پہلے اپنے ہاتھوں میں لے لیا کرتے اور اپنے چہروں اور جسموں پر ملتے تھے۔

صحیح البخاری میں ہے:۔

وقال عروۃ بن المسور ومروان خرج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زمن الحدیبیۃ فذکر الحدیث وما تنخم النبی صلی اللہ علیہ وسلم نخامۃً إلا وقعت فی کف رجل منہم فدلک بہا وجہہ وجلدہ۔ (صحیح البخاری، کتاب الوضوء باب البزاق والمخاط ۱/۱۰۰ ط: رحمانیہ)

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

۵۔۔۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بچوں کے منہ میں برکت ہی کے لئے لعاب دہن مرحمت فرمایا کرتے اور نومولود بچوں کی تحنیک کے لئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھجور چبوا کر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم

(جاری ہے)

www.ownislam.com

اپنے بچوں کو کھلاتے تھے۔

صحیح البخاری میں ہے:

حدثنا هشام بن عروة عن أبيه عن أسماء بنت أبي بكر أنها حملت بعبد الله بن الزبير بمكة قالت فخرجت وأنا متم فأتيت المدينة فنزلت قباء فولدت بقباء ثم أتيت به رسول الله صلى الله عليه وسلم فوضعته في حجره ثم دعا بتمرة فمضغها ثم تفل في فيه فكان أول شيء دخل جوفه ريق رسول الله صلى الله عليه وسلم ثم حنكه بتمرة ثم دعا له وبرك عليه۔

(صحیح البخاری، کتاب العقیقة، باب تسمية المولود غداة يولد لمن لم يعق عنه وتحنيكه، ۲/۸۲۲ ط: المعراج کمپنی)

۶۔ حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ آپ رضی اللہ عنہما حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پچھنے لگوا رہے تھے، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم فارغ ہوئے تو حضرت عبد اللہ بن زبیر رضی اللہ عنہما کو پچھنے سے نکلنے والا خون دے کر فرمایا اس خون کو لے جا کر ایسی جگہ بہا دو جہاں کسی کی نظر نہ پڑے۔ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے بجائے اس خون کو بہانے کے نوش فرمالیا۔ جب حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ لوٹے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا کہ اس خون کا کیا ہوا؟ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے جواب میں عرض کیا کہ میں نے اس کو ایسی پوشیدہ جگہ بہا دیا ہے کہ میرے خیال میں وہ لوگوں کی نظروں سے بالکل پوشیدہ ہو چکا ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ادائے عاشق کو سمجھ چکے تھے، ارشاد فرمایا، شاید تو اس خون کو پی چکا ہے؟ اس پر حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ، جی ہاں! حضور پی چکا ہوں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جس کے خون میں میرا خون مل جائے "اس کو دوزخ کی آگ نہیں چھو سکتی"، لوگوں کی رائے یہ تھی کہ حضرت عبد اللہ رضی اللہ عنہ کی جسمانی قوت اور مضبوطی اسی خون کی وجہ سے تھی۔

دار الإفتاء
جامعة العلوم الإسلامية

(جاری)

الخصائص الکبریٰ للسیوطیؒ میں ہے:

أخرج البزار وأبو یعلی والطبرانی والحاکم والبیهقی عن عبد الله بن الزبیر رضی الله عنهما أنه أتی النبی صلی الله علیه وسلم وهو یحتجم فلما فرغ قال: یا عبد الله إذهب بهذا الدم فأهرقه حیث لا یراك أحد فشربه، فلما رجع قال یا عبد الله ما صنعت؟ قال: جعلته فی أخفی مکان علمت أنه مخفی عن الناس، قال: لعلك شربته؟ قلت: نعم قال: ویل للناس منك وویل لك من الناس! فکانوا یرون أن القوة التی به من ذلك الدم۔

(الخصائص الکبریٰ، للإمام السیوطیؒ، باب الآیة فی دمه صلی الله علیه وسلم ص۱۱۷ ط، مکتبة حقانیة پاکستان)

۲۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنے موئے مبارک باقاعدہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تقسیم فرماتے تھے اور سرداران عشاق نبی صلی اللہ علیہ وسلم صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین ان کو حاصل کرنے کے درپے رہتے اور اس کو سنبھال کر رکھتے تھے۔ حدیث شریف میں منقول ہے کہ باقاعدہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے یوم نحر کو حلق کروایا اور حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کو موئے مبارک دے کر فرمایا کہ ان کو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں تقسیم کردیں۔ حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ انہوں نے پیشانی مبارک کی جانب کے بال اپنی ٹوپی میں رکھے تھے اور فرماتے تھے کہ اس کی برکت سے مجھے ہمیشہ فتح یابی حاصل ہوئی۔

صحیح مسلم میں ہے:۔

عن أنس بن مالك رضی الله عنه قال: لما رمی رسول الله صلی الله علیه وسلم الجمرة ونحر نسکه وحلق، ناول الحالق شقه الأیمن ثم دعا أبا طلحة الأنصاری رضی الله عنه: فأعطاه إیاه، ثم ناوله الشق الأیسر فقال: إحلق فأعطاه أبا طلحة فقال إقسمه بین الناس۔

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

(جاری ہے)

www.ownislam.com

وقال النووی ذیل فوائد هذا الحدیث: ومنها التبرك بشعره صلى الله عليه وسلم وجواز اقتنائه للبركة

(صحیح مسلم، کتاب المناسک، باب بیان أن السنة یوم النحر أن یرمی ثم ینحر ثم یحلق والابتداء ... الخ ۴/۲۱۲ ط مکتبۃ بشری)

الخصائص الکبریٰ میں ہے:

عن عبد الحمید بن جعفر عن أبیه أن خالد بن الولید فقد قلنسوة له یوم الیرموك، فطلبها حتی وجدها، وقال اعتمر رسول الله صلى الله عليه وسلم فحلق رأسه فابتدر الناس جوانب شعره فسبقتهم إلى ناصیته فجعلتها فی هذه القلنسوة فلم أشهد قتالا وهی معی إلا رزقت النصر۔

(الخصائص الکبریٰ، باب الآیة فی شعره الشریف صلى الله عليه وسلم ص ۱۱۷ ط، حقانیة)

۸ــــــ سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت اقدس میں پانی پیش کیا گیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس پانی میں سے کچھ حصہ نوش فرمایا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دائیں جانب ایک نوعمر صحابی تھے (یہ صحابی حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما تھے) جبکہ بائیں جانب بزرگ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تھے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نوعمر صحابی رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ اگر تو اجازت دے تو میں بچا ہوا پانی ان بزرگوں کی طرف بڑھا دوں (اس لئے کہ حق دائیں جانب والے شخص کا ہوتا ہے) اس پر حضرت عبداللہ عباس رضی اللہ عنہما نے عرض کیا کہ خدا کی قسم یا رسول اللہ! آپ سے حاصل ہونے والے اپنے حصے پر میں کسی کو ترجیح نہیں دوں گا۔ اس پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پانی کا پیالہ ان کے ہاتھ میں تھما دیا۔

صحیح البخاری میں ہے:

عن سہل بن سعد رضی اللہ عنہ أن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(جاری ہے)

www.ownislam.com

أتي بشراب فشرب منه وعن يمينه غلام وعن يساره الأشياخ فقال للغلام: أتأذن لي أن أعطي هؤلاء؟ فقال الغلام: والله يا رسول الله! لا أوثر بنصيبي منك أحداً، قال: فتلّه رسول الله صلى الله عليه وسلم في يده۔

(صحيح البخاري، كتاب الأشربة، باب هل يستأذن الرجل من عن يمينه في الشرب ليعطي الأكبر ۲/۸۴۰ ط: المعراج كمپني)

۹۔ امام احمدؒ نے حضرت محمد بن زیدؒ کی اپنے والد زید رضی اللہ عنہ کے حوالے سے یہ حدیث نقل فرمائی ہے کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو یوم نحر کے دن اس حال میں دیکھا کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم قربانی کا گوشت تقسیم فرما رہے تھے، لیکن اس گوشت میں سے حضرت زید رضی اللہ عنہ کو کچھ نہ مل سکا، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سر مبارک منڈوایا اور موئے مبارک تقسیم فرمانے کا حکم فرمایا، پھر ناخن مبارک ترشوائے اور وہ حضرت زید رضی اللہ عنہ کے ساتھی صحابی کو مرحمت فرمائے۔

زاد المعاد میں ہے:

من حديث محمد بن عبد الله بن زيد، أن أباه حدثه، أنه شهد النبي صلى الله عليه وسلم عند المنحر، ورجل من قريش وهو يقسم أضاحي، فلم يصبه شيء ولا صاحبه، فحلق رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه في ثوبه، فأعطاه، فقسم منه على رجال، وقلّم أظفاره فأعطاه صاحبه، قال: فإنه عندنا مخضوب بالحناء والكتم يعني شعره۔

دار الإفتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

(زاد المعاد، فصل في حلق رسول الله صلى الله عليه وسلم رأسه ۲/۲۷۰ ط: مؤسسة الرسالة)

۱۰۔ حضرت اسماء بنت ابی بکر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ انہوں نے ایک طیالسی جبہ نکالا اور فرمایا کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو زیب تن فرمایا کرتے تھے، ہم اس کو دھو کر

(جاری ہے)

www.ownislam.com

مریضوں کی شفا یابی کے لئے استعمال کرواتے تھے ۔ صحیح مسلم میں ہے :

عن عبد الله مولیٰ اسماء بنت أبی بکر رضی الله عنہما وکان خال ولد عطا قال أرسلتنی اسماء إلی عبد الله بن عمر رضی الله عنہما فقالت : بلغنی أنک تحرّم اشیاء ثلاثاً العلم فی الثوب ومیثرة الأرجوان وصوم رجب کله ..... فرجعت إلی أسماء فخبرتها فقالت هذه جبّة رسول الله صلی الله علیه وسلّم فأخرجت إلیّ جبة طیالسة کسروانیة لها لبنة دیباج وفرجیها مکفوفین بالدیباج فقالت هذه کانت عند عائشة رضی الله عنها حتی قبضت فلما قبضت قبضتها وکان النبی صلی الله علیه وسلّم یلبسها فنحن نغسلها للمرضی لنستشفی بها ۔

وقال النووی فی شرح هذا الحدیث : وفی هذا الحدیث دلیل علی استحباب التبرک بآثار الصالحین وثیابهم ۔

(صحیح مسلم باب تحریم استعمال اناء الذهب والفضة علی الرجال والنساء الخ ۲/۱۹۰، ۱۹۱ ط: قدیمی کتب خانہ)

۱۱۔ انصار صحابہ رضی اللہ عنہم اپنے چھوٹے بچوں کو بارگاہ اقدس میں بھیجا کرتے تھے، وہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلّم کے وضو کے برتن میں پانی ہوتا تو یہ بچے اُس پانی کو پیتے، اپنے چہروں اور جسموں پر بہاتے ۔ یہ سب بھی برکت کے حصول کے واسطے ہوتا تھا ۔
کتاب شرف المصطفیٰ میں ہے :۔

۱۰۲۷ ۔ وکان الأنصار یرسلون أولادهم الصغار فیدخلون علی رسول الله صلی الله علیه وسلّم فلا یدفعون عنه، فإذا وجدوا فی المطهرة ماء شربوا منه واسمحوا به وجوههم وأجسادهم یبتغون بذلک البرکة ۔ (شرف المصطفیٰ مع مناهل الشفاء ومنهل الصفا فصل فی اسماء رباحه والوتیه وتریسه وغیره ۳/۲۸۹ ط: دار البشائر)

(جاری ہے)

www.ownislam.com

۱۲ــــ حضرت حنظلہ بن حذیم رضی اللہ عنہ کو یہ سعادت حاصل تھی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنا مبارک ہاتھ ان کے سر پر پھیرا تھا اور برکت کی دعا کی تھی۔ ان کے پاس کوئی شخص آتا کہ اس کے چہرے پر ورم ہوتا یا بکری لائی جاتی جس کے تھن پر ورم ہوتا، تو آپ رضی اللہ عنہ، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ہاتھوں سے چھوئے ہوئے سر کے حصے کو متاثرہ مقام سے مس کرتے، جس کے نتیجے میں اس شخص کا ورم اور بکری کے تھن کا ورم جاتا رہتا۔

مسند احمد بن حنبل ؒ میں ہے:

۲۰۵۴۳ـ حدثنا أبو سعيد مولى بني هاشم ثنا ذيال بن عتبة بن حنظلة قال سمعت حنظلة بن حذيم جدي أن جده حنيفة قال لحذيم اجمع لي بنيّ .... (فذكر حديثاً طويلاً) قال حنظلة فدنا بي إلى النبي صلى الله عليه وسلم فقال إن لي بنين ذوي لحى ودون ذلك وإن ذا أصغرهم فادع الله له فمسح رأسه وقال بارك الله فيك أو بورك فيه" قال ذيال فلقد رأيت حنظلة يؤتى بالإنسان الوارم وجهه والبهيمة الوارمة الضرع فيتفل على يديه ويقول بسم الله ويضع يده على رأسه ويقول على موضع كف رسول الله صلى الله عليه وسلم فيمسحه عليه وقال ذيال: فيذهب الورم۔

(مسند احمد بن حنبل ؒ، حديث حنظلة بن حذيم رضي الله عنه رقم الحديث ۲۰۵۴۳ ۱۵/۲۸۰ ط: دار الحديث القاهرة سنه ۱۴۱۶/۱۹۹۵)

شرح شفاء میں ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:-

(قال إسحق بن إبراهيم الفقيه وما لم يزل) من قديم الأيام (من شأن من حج) أي من دين من قصد بيت الله الحرام (المرور بالمدينة) أي مدينة الإسلام لزيارته عليه السلام إما قبل الحج وإما بعده (والقصد) أي أيضاً (إلى الصلوة في

دار الإفتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

(جاری ہے)

www.ownislam.com

مسجد رسول الله صلى الله عليه وسلم) لما ورد فيه من مزيد
المضاعفة في تلك المحال الكرام إذ قد ورد أن الصلوة فيه
بمائة ألف (والتبرك برؤية روضته) أي خصوصاً (ومنبره
وقبره ومجلسه) أي محل جلوسه ومكان صلوته عند الاسطوانات
وغيرها (وملامس يديه ومواطئ قدميه) أي في نحو المنبر
(والعمود الذي كان يستند إليه) وفي نسخة يسند ففي الصحاح
سندت إلى الشيء واستندت إليه بمعنى (وينزل جبرائيل
بالوحي فيه) أي في حال استناده (عليه وممن عمره)
أي والتبرك بمن عمر مسجده مبنى ومعنى وقيل
أي زاره (وقصده) أي وممن قصده (من الصحابة
وأئمة المسلمين) أي من التابعين واتباعهم من المجتهدين
والعلماء والصالحين.

(شرح الشفاء للفاضل على القاري ۲/۱۵۱ ط: مطبعة عثمانية سنة ۱۳۱٦ھ)

"التکشف فی مہمات التصوف" میں حضرت مولانا اشرف علی تھانوی" تین احادیث ذکر فرماکر تبرک کے جواز پر استدلال فرماتے ہیں۔ تحریر ملاحظہ کیجئے:

حدیث اول: طلق بن علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم اپنی قوم کے فرستادہ ہوکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور ہم نے آپ سے بیعت کی اور آپ کے ساتھ نماز پڑھی اور آپ کو اطلاع دی کہ ہماری سرزمین میں ہمارا ایک عبادت خانہ مذہب عیسائی کا ہے (ہم اس کو مسجد بنانا چاہتے ہیں) اور (اس مقام پر برکت کے لئے چھڑکنے کو) ہم نے آپ سے آپ کے بقیہ وضو کا پانی مانگا آپ نے پانی منگایا پھر وضو کیا اور مضمضہ کیا پھر وہ پانی ایک چھوٹے سے مشکیزہ میں بھر دیا اور فرمایا جب تم اپنی سرزمین میں پہنچو

دار الافتاء

(جاری ہے)

www.ownislam.com

اس معبد نصاریٰ کو توڑ ڈالنا اور اس جگہ پر پانی چھڑک دینا اور اس کو مسجد بنالینا۔ ہم نے عرض کیا کہ جگہ دور ہے اور گرمی سخت ہے اور پانی خشک ہو جاتا ہے آپ نے فرمایا کہ اس میں اور پانی ملاکر بڑھا لینا کہ اس میں بھی برکت ہی بڑھ جاوے گی روایت کیا اس کو نسائی نے۔

حدیث دوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ حلاق آپ کے بال سر کے اتار رہا تھا اور آپ کے اصحاب نے آپ کو گھیر رکھا ہوا تھا، پس وہ آپ کے ایک بال کا بھی کسی شخص کے ہاتھ سے باہر گرنا نہ چاہتے تھے (یعنی ہر بال کسی نہ کسی کے ہاتھ ہی میں آتا تھا)

حدیث سوم: حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت ام سلیم رضی اللہ عنہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے (جب ان کے گھر تشریف لے جاتے) ایک چمڑہ کا بستر بچھا دیا کرتیں اور آپ (گاہ گاہ) ان کے گھر قیلولہ فرمایا کرتے (یہ آپ کی قریب کی کچھ رشتہ دار ہیں) جب آپ سو کر اٹھتے تو (اس بستر پر سے) آپ کا پسینہ اور بال (جو سر وغیرہ کے ٹوٹ جاتا) جمع کر لیتیں اور ایک شیشہ میں محفوظ رکھتیں پھر اس کو مرکب خوشبو میں ملاتیں جب حضرت انس رضی اللہ عنہ کی (کہ ام سلیم رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے ہیں) وفات قریب پہنچی تو انہوں نے وصیت فرمائی کہ ان کے حنوط میں (جو کہ میت کے بدن اور کفن کو لگاتے ہیں) اس مرکب خوشبو میں ملایا جاوے (جس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پسینہ مبارک تھا) روایت کیا اس کو بخاری و مسلم و نسائی نے۔

ف: رسم تحصیل برکات: بزرگان دین کی تلبس کی چیزوں کی

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیہ
پاکستان

(جاری ہے)

www.ownislam.com

رغبت اور اہتمام اور ان سے برکت حاصل کرنا حیوۃً اور موت میں بمقتضائے احادیث ثلثہ مشروع اور ثابت ہے۔ (ص ۳۹۳، ص ۳۹۲، ط کتب خانہ مظہری)

مشائخ کے تبرکات کو محفوظ رکھنے کے متعلق ایک اور مقام پر حدیث مبارک سے یوں استدلال فرماتے ہیں:۔

> حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے ایک حدیث جس میں شتر فروخت کرنے کا قصہ مذکور ہے مروی ہے کہ جب میں مدینہ طیبہ پہونچا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت بلال رضی اللہ عنہ سے ارشاد فرمایا کہ ان کو (یعنی جابر رضی اللہ عنہ کو) ایک اوقیہ سونا (قیمت شتر) دے دو اور (اوپر سے) کچھ زیادہ دے دو پس انہوں نے مجھ کو ایک قیراط زیادہ دیا میں نے (دل میں) کہا کہ یہ زیادہ جو حضور نے (علاوہ) دیا ہے، یہ میری جان سے علیحدہ نہ ہوگی (یعنی اس کو اہتمام وحفاظت سے رکھوں گا) پس وہ میری تھیلی میں موجود رہی یہاں تک کہ اس کو اہل شام نے واقعہ حرہ میں لے لیا روایت کیا اس کو مسلم نے۔
>
> ف: عادۃ امساک تبرکات شیوخ: اکثر اہل محبت کی عادت ہے کہ اپنے بزرگوں کی چیزیں برکت یا یادگار کے لئے نہایت اہتمام و ذوق وشوق سے رکھتے ہیں اس حدیث میں اس کی اصل صراحۃً موجود ہے (التکشف ص ۲۷۱ ط: کتب خانہ مظہری)

دار الافتاء
جامعۃ العلوم الاسلامیۃ
بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

ـــــ مذکورہ بالا تفصیل کے بعد یہ بات واضح ہوئی کہ نہ صرف انبیاء کرام بلکہ انبیائے کرام کے علاوہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور دیگر صلحائے امت کی استعمال کردہ اشیاء سے برکت کے حصول کا نظریہ رکھنا اور برکت حاصل کرنا نہ صرف یہ کہ مشروع ہے بلکہ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین کے عمل سے بھی ثابت ہے ـــــ اس تفصیل کے بعد استفتاء کے ہمراہ منسلکہ خطبہ کی مذکورہ خط کشیدہ عبارت کے متعلق حکم یہ ہے کہ چونکہ اس عبارت (أو یتبرك

(جاری ہے)

لخيره من تولّى نسيٌّ أو الخ) میں انبیاء اور اولیاء سے برکت حاصل کرنے والوں کے لئے ناکامی، خسارے اور وبال کی بددعا کی گئی ہے اور "تبرّک" کے عمل کو خلاف شریعت بتلایا گیا ہے، جب کہ شرعی نصوص اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے واضح طور پر تبرّک بآثار الصالحین کا نہ صرف جواز بلکہ استحباب ثابت ہے۔ لہٰذا کسی جائز شرعی عمل کو ناجائز سمجھنا اور اس کے عاملین کے لئے ہلاکت و بربادی، خسارہ ونقصان کا مستوجب ٹھہرانا یقیناً خلاف شرع اور اہل السنۃ والجماعۃ کے عقیدے کے خلاف ہے۔ اور جو شخص تبرّک بآثار الصالحین کے عدم جواز کا قائل ہو، تو ایسا شخص فاسق ہے اور شرعاً فاسق کی اقتداء میں نماز ادا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ مذکورہ تفصیل کے پیش نظر بصورت مسئولہ مذکورہ خطیب و امام خطبہ میں مذکورہ خط کشیدہ جملوں کی ادائیگی کی بناء پر گمراہ اور فاسق ہے۔ ان پر ضروری ہے کہ آئندہ اس قسم کا نہ ہی عقیدہ رکھیں اور نہ ہی خطبے میں ایسے الفاظ ادا کیے جائیں۔ اگر امام صاحب اس سے باز نہیں آتے تو ایسی صورت میں مسجد انتظامیہ کسی دوسرے صحیح العقیدہ مسلک اہل السنۃ والجماعۃ کا پابند نیک صالح امام کو منصب امامت پر فائز کر سکتی ہے۔

فتاویٰ شامی میں ہے۔

(ويكره إمامة عبد... ومبتدع) أي صاحب بدعة وهي اعتقاد خلاف المعروف عن الرسول لا بمعاندة بل بنوع شبهة وكل من كان من قبلتنا (لا يكفر بها) حتى الخوارج الذين يستحلون دماءنا وأموالنا وسب الرسول (وفي الرد تحت قوله سب الرسول) وفيه أن سباب الرسول صلى الله عليه وسلم كافر قطعاً فالصواب وسب أصحاب الرسول۔ (الدر مع الرد ١/٥٥٩، ٥٦٠، ٥٦١ ط سعيد)

نیز ملحوظ رہے کہ خطبے کا مقصد تذکیر اور وعظ ہوتا ہے، محض سامعوں کو تلذذ بخشنے کی خاطر عربی گرامر کے معروف و مشہور قواعد پس پشت ڈال دیا جائے اور خطبہ کو ہم قافیہ بنانے کی فکر ملحوظ ہو، یہ بات ہرگز مناسب نہیں۔ منسلکہ خطبے کی عبارت والفاظ پر غور کرنے سے واضح

(جاری ہے)

دار الافتاء
جامعة العلوم الإسلامية
علامہ بنوری ٹاؤن کراچی
پاکستان

www.ownislam.com

ص ۱۴

ہوا کہ یہ خطبہ معنوی اعتبار سے بے جوڑ اور بے ڈھنگ ہے کوئی ربط نہیں اور خطبہ میں لفظی اعتبار سے صرف ظاہری طور پر خوشنما اور سماعت کو محظوظ کرنے کی خاطر جا بجا بے جوڑ مترادفات کا سہارا لیا گیا ہے۔

نیز ہماری معلومات کے مطابق مذکورہ خطبہ جس شخص کی طرف منسوب ہے وہ خود ایک متنازعہ شخص ہے اور جمہور اہل فتاوی کے نزدیک وہ شخص گمراہ ہے (ملاحظہ ہوں فتاوی جات "مرتب کردہ مولانا عبد السلام صاحب مدظلہم، شائع کردہ جامعہ اشاعت القرآن اٹک) ان کی تقلید اور اتباع چاہے صرف خطبہ ہی میں کیوں نہ ہو، بہرحال درست نہیں ہے۔

فقط واللہ اعلم

کتبہ

محمد بلال بربری

المتخصص فی الفقہ الاسلامی

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن کراچی۔

۲۴ / ۲ / ۱۴۳۲ھ / ۲۹ / ۱ / ۲۰۱۱ء

الجواب صحیح

محمد داؤد

الجواب صحیح

[signature]

جامعۃ العلوم الاسلامیۃ

دار الافتاء

علامہ بنوری ٹاؤن

www.ownislam.com

الحمد لوليّه والصلاة على نبيّه، والوزن والعدل والفضل والنظم والعزم بالجزم ، بوحدته بكبرياء ه بسلطانٍ وبإعلانٍ وبإتقانٍ وبإيمانٍ وبيانٍ في الفرقان، وحدَه لاشريك له، وحده بوحدةٍ، مُوحِّدا بوحدةٍ، موَحَّداً بوحدةٍ ، وحيداً وأحداً بلامُدَدٍ وجُدَدٍ ونُسَبٍ ووَصْفٍ في الكمال، لاشريك له ولانظير له ولامثل له ولامثال له ، ولا وزير له ولا مقارن له ولامكاظم له ولامداني له ولا مضارع له ، ولا جَلَدَ بَلَدَ وَلَدَ جَسَدَ رُسْغَ عُضوَ جُزْوَ نُضوَ عَظْمَ له ،ولا جَذْبَ وَصْفَ عَيْبَ تَابَ بَيْتَ خَصْمَ له، ولا مقارن ولا مكاظم ولا مداني له، ولا مضارع له ولا مناظر له،

ثم نشهد أن لاإله إلا الله وحده لاشريك له، من يشرك في ذاته وصفاته وعاداته وآياته أو يتبرّك بغيره من نبي وولي وتقي ونقي ونسيم وحسين وجميل وصغير وكبير فعليه الخسران والوبال.

ثم نشهد أن سيدنا وسندنا ونبينا ومولانا ، مؤيَّدنا مخدومنا منظومنا معصومنا مقسومنا مقصودنا، أجدرَ الخلق جديرنا، أعظم الخلق وأشرف الخلق وأحسن الخلق وأجمل الخلق وأكمل الخلق وأنور الخلق، من الحسن والصِدارة والولاية والحكاية والعناية والهداية والأمانة والإمامة ، أعلانا وأتقاناوأحدنا وأرفقنا وأنورنا وأخترنا وأكبرنا ، أكبر أنور أجدر أرفق أنور أجمل أكمل له .

ثم نشهد أن حبيب ربنا وصمدنا ، محبوب جَدَلنا ونَضَلنا ووَصَلنا ووصفنا إيماننا، مبيّن فرقاننا هادي سبيلنا رونق جُدرانا، هو عُدوة نُضوة قُدوة رُتبة أُسوة حسنة ، وبدلالته القاهرة الغالبة الظاهرة الباطنة، صعِد إلى سدرة المنتهى في ليلة المعراج كشف الدُّجا، ثم دنا،ثم دنا، ثم دنافتدلّى فكان قوب قوسين أو أدنى.

www.ownislam.com